۱۹ جُمادَی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ / 22 نومبر 2024ء

وعیدِ "وَیْل"

پانے والے

(پہلا حصہ)

مجلسِ عُلماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like Our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like Our Page
Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ o الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ o وَاِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ o اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ o لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ o یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o [المطففین 83:1 تا 6]

لوگوں کے حالات اور مزاج مختلف ہوتے ہیں۔ بعض افراد کے حق میں نرمی فائدہ مند ہوتی ہے، اُنھیں پیار سے سمجھایا جائے اور شوق دلایا جائے تو وہ جلد سُدھر جاتے ہیں... جب کہ کچھ انسانوں کے لیے سختی سُود مند ہوتی ہے، وہ لاڈ پیار سے بگڑ جاتے ہیں، تاہم سختی کرنے اور ڈرانے سے اُن کی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے اپنے حکمت بھرے کلام میں بے پناہ انعامات کے وعدوں سے فرماں برداری کا شوق بھی دلایا ہے اور سخت سزا کی وعیدوں کے ذریعے نافرمانی سے ڈرایا بھی ہے۔ یوں ہی اُس نے اپنے حبیبِ مکرّم ﷺ کو بَشِیۡر (خوش خبری دینے والا) کا منصب بھی عطا کیا ہے اور نَذِیۡر (ڈر سنانے والا) کے لقب سے بھی سرفراز فرمایا ہے؛ تاکہ کچھ بندے انعام کے شوق میں سُدھر جائیں اور دیگر وعید سے ڈر کر سنور جائیں۔ (جزا و سزا سے بالاتر ہو کر فقط محبت میں اطاعت کرنے والوں کی شان اِن سے بہت بلند ہے۔)

قرآن و سنّت میں کچھ بُرے اعمال کے حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ جو یہ عمل کرے اُس کے لیے وَیۡل ہے۔ "وَیۡل" سے کیا مراد ہے؟ علما نے لکھا کہ اِس میں مختلف احتمالات ہیں: سخت پریشانی، ہلاکت / خرابی / تباہی، دردناک عذاب یا جہنم کا ایک مقام۔[1]

یوں جرائم کی سزا میں وَیۡل کی وعید سنا کر بندوں کو خبردار کیا گیا کہ جو شخص اِن برے اعمال کا ارتکاب کرے اُس کے لیے خرابی ہے، چنانچہ تم اِن کاموں سے دُور رہو؛ تاکہ تم پر رحمتِ الٰہی ہو، تباہی کے بجائے نَجات اور جہنم کے بجائے جنت نصیب ہو۔

بندۂ مومن کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پُر اُمّید بھی رہنا چاہیے اور اُس کے دل میں اپنے اعمال کی وجہ سے جلال و سزا کا خوف بھی ہونا چاہیے۔ یہ دونوں خوبیاں موجود ہوں تو ایمان بھی کامل ہو جاتا ہے اور اعمال بھی سنور جاتے ہیں۔ رحمت سے مایوس ہونا کفار کا طریقہ ہے، جب کہ سزا سے بے خوفی بہت مرتبہ نافرمانی اور گمراہی تک لے جاتی ہے۔

شاید یہ خوفِ الٰہی کی کمی کا ہی نتیجہ ہے کہ جن اعمال کے بارے میں ویل کی سخت ترین وعید فرمائی گئی آج اُمّتِ مسلمہ کی ایک بڑی تعداد اُنہی اعمال میں مبتلا ہے اور اِس سے بھی بڑی آفت یہ کہ رفتہ رفتہ اُن برے کاموں کی ہیبت بھی دلوں سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔

چنانچہ اِصلاحِ احوال کی خاطر آج کے خطبہ میں ویل کی وعید والے چند اعمال کا تذکرہ کیا جائے گا۔

---

[1] خزائن العرفان، زیرِ آیتِ المطففین: 1، ملخصًا

وعید یافتگان... ناپ تول میں کمی کرنے والے

تباہی سے بچانے کے لیے جن افراد کو وَیل کے الفاظ سے وعید سنائی گئی ہے اُن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور اپنا حق تو پورا وصول کرتے ہیں، مگر دوسروں کو اُن کا حق پورا نہیں دیتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ o الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ o وَاِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ o "ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے تباہی ہے، وہ لوگ کہ جب دوسروں سے ناپ کر لیں تو پورا وصول کریں اور جب اُنھیں ناپ یا تول کر دیں تو کم کر دیں۔" [المطففین 83:1 تا 3]

تربیت: عام طور پر لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حق میں کمی برداشت نہیں کرتے، مگر دوسروں کا حق چھیننے کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ خود گالیاں دینے سے نہیں شرماتے، مگر اُنھیں کوئی گالی دے تو سیخ پا ہو جاتے ہیں... اپنے گھر والوں کی عزت و عصمت کو محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں، مگر دوسروں کے اہلِ خانہ کی حُرمت کا خیال نہیں کرتے... اِس بُری عادت کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

یہی صورتِ حال تجارت کے حوالے سے بھی ہے... دوسروں سے خالص کا مطالبہ کرتے ہیں، مگر خود ملاوٹ کر کے دیتے ہیں... لیتے ہوئے نمبر وَن کا تقاضا ہوتا ہے، مگر دیتے ہوئے دو نمبری سے کام لیتے ہیں... وصول کرتے وقت خوب دھیان کرتے ہیں کہ مقدار اور معیار میں کمی نہ ہو، مگر فراہم کرتے ہوئے مقدار میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں اور معیار کو بھی بھول جاتے ہیں۔

تجارت میں خیانت کی کوئی بھی صورت ہو، خواہ پرانی طرز کے ترازو کے دونوں پلڑوں میں فرق کیا جائے... یا الیکٹرونک پیمانے کی سیٹنگ خراب کی جائے... پٹرول پمپ کے میٹر وغیرہ میں ٹیکنیکل طریقے سے کوئی کمی رکھی جائے... یا گاہک کو بتاتے / دکھاتے وقت اور چیز ہو، جب کہ فراہم کرتے ہوئے دوسری چیز دی جائے... بہر صورت دوسروں کو اُن کے حق سے کم دینے والوں کو آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے دُنیا و آخرت میں خرابی و تباہی کی وعید سنائی گئی ہے۔ دُنیا میں اِس طرح کہ:

- لوگ بُرا بھلا کہیں گے۔
- اعتبار ختم ہو جائے گا۔
- بے اعتمادی سے تجارت متأثر ہو گی۔
- رزق سے برکت اُٹھ جائے گی
- قحط سالی، حکمرانوں کے ظلم اور دیگر مختلف مصائب کا سامنا ہو گا۔

اور آخرت میں یوں کہ:

- یہ بندے کی حق تلفی ہے، جب تک وہ معاف نہ کرے ربّ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔

- حرام کمائی کی نحوست سے دل سیاہ، خیالات خراب اور نیک اعمال برباد ہو جائیں گے۔
- سب سے بڑھ کر یہ کہ ربّ تعالیٰ کے حضور پیشی کے وقت سخت شرمندگی اُٹھانی پڑے گی۔

دُنیا میں تباہی: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک طویل و حسین ارشادِ نبوی روایت کیا، جس میں یہ جملے بھی ہیں: وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ۔ یعنی "جو لوگ ناپ تول میں کمی کریں وہ اِس طرح گرفت میں آتے ہیں کہ قحط سالی ہوتی ہے، اُنھیں سخت مَشَقَّت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حکمران اُن پر ظلم کرتے ہیں۔" (سننِ ابن ماجہ، حدیث: 4019، قال الأرناؤط: حسن لغیرہ)

حدیثِ پاک میں "سخت مشقت" سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے کی اشیا اور لباس وغیرہ کی قیمتیں زیادہ ہونے کی وجہ سے گھریلو اخراجات پورے نہیں ہوں گے۔[1] ہمیں اپنے ضمیر سے پوچھنا چاہیے کہ کہیں ہم اِسی سزا میں مبتلا تو نہیں!

اُخروی خرابی: ناپ تول میں کمی کے اُخروی نقصانات میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے وقت شرمندگی اُٹھانی پڑے گی۔ اِس طرف اشارہ کرتے ہوئے ربِّ کریم نے فرمایا: اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ o لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ o يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o "کیا اِن لوگوں کو یقین نہیں کہ اُنھیں (مرنے کے بعد زندہ کرکے دوبارہ) اُٹھایا جائے گا، ایک عظمت والے دن کے لیے، جس دن سب لوگ ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔" [المطففین 83:4 تا 6]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی تاجر کے پاس سے گزرتے تو اُسے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے: اِتَّقِ اللّٰهَ وَأَوْفِ الْكَيْلَ وَالْوَزْنَ؛ فَإِنَّ الْمُطَفِّفِينَ يُوقَفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى إِنَّ الْعَرَقَ لَيُلْجِمُهُمْ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور ناپ تول پورا کرنا؛ کیونکہ کمی کرنے والوں کو قیامت کے دن رحمان جلّ جلالہٗ کے حضور کھڑا کیا جائے گا، حتّٰی کہ (گرمی و وحشت سے) وہ اپنے پسینے میں کانوں تک ڈوب رہے ہوں گے۔ (معالم التنزیل [تفسیر بغوی]، الکشف والبیان [تفسیرِ ثعلبی]، زیرِ آیت)

لمحۂ فکریہ: کتنی عجیب بات ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے دُنیا و آخرت میں تباہی کی قرآنی وعید کے باوجود آج مسلمانوں کی بڑی تعداد اِس برائی میں مبتلا ہے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

قرآن و سنت میں ہماری تربیت فرمائی گئی ہے کہ دوسرے مسلمانوں کے لیے وہی بھلائی پسند کریں جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔ جب ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں دھوکا نہ دیا جائے تو ہمیں بھی دوسروں کو فریب نہیں دینا چاہیے... اپنی حق تلفی گوارا نہیں کرتے تو دوسروں کے حقوق کا بھی پاس رکھنا چاہیے... اور خود ناپ تول پورا لینا چاہتے ہیں تو دوسروں کو بھی پورا ہی دینا چاہیے۔

---

[1] وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ) أَيْ: مَصَارِيفِ الْبَيْتِ بِغَلَاءِ السِّعْرِ فِي الْمَطَاعِمِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَلَابِسِ مَثَلًا۔ (شرح سننِ ابن ماجۃ للھرری)

وعید یافتگان... ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے

جن افراد کو لفظِ وَیْل کے ذریعے تنبیہ فرما کر تباہی سے بچنے کا شوق دلایا گیا ہے اُن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خود کو سچ کا پابند نہیں بناتے اور دوسروں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بول دیتے ہیں۔

سیدنا معاویہ بن حَیدہ قُشَیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کون ومکاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَيْلٌ لِّلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ؛ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَّهُ وَيْلٌ لَّهُ۔ ”اُس شخص کے لیے تباہی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹی بات بیان کرتا ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے، اُس کے لیے خرابی ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث:2315۔ سنن ابوداؤد، حدیث:4990)

محدثینِ کرام علیہم الرحمہ نے لکھا کہ اِس شخص کے لیے تین مرتبہ وَیْل فرمانے میں یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس کے لیے دُنیا میں بھی خرابی ہے، برزخ میں بھی تباہی ہے اور آخرت میں بھی بربادی ہے۔ (مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث:4834)

تربیت: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سچ فرماتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اُس کے بندے بھی سچ ہی بولیں۔ اُس کی اپنی ذاتِ اقدس جھوٹ سے اِس شان کے ساتھ پاک ہے کہ وہاں جھوٹ کا امکان بھی نہیں اور وہ بندوں کے لیے بھی جھوٹ کی اجازت نہیں دیتا۔

ہنسی مزاح اگر شریعت کے دائرے میں ہوں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض مرتبہ جانِ عالَم ﷺ بھی تربیت پر مبنی حسین مزاح فرمایا کرتے تھے، لیکن اگر ہنسی میں شریعت کی مقرر کردہ حُدود وقُیود کی پابندی نہ کی جائے تو یہ تباہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ہنسی کب جائز ہے؟ مختلف احادیثِ کریمہ کی روشنی میں علمائے کرام نے لکھا کہ چند شرائط پائی جائیں تو مزاح جائز ہے:

1) اُس میں جھوٹ اور فحش وبے حیائی نہ ہو۔ امام الانبیا ﷺ نے اپنے مزاح سے متعلق خود ارشاد فرمایا: «إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا۔» ”یقیناً میں (ہنسی میں بھی) صرف حق (انصاف پر مبنی سچی) بات ہی کہتا ہوں۔“ (جامع ترمذی، حدیث:1990)

2) اُس کی وجہ سے کسی مسلمان کی دل آزاری نہ ہو؛ کیونکہ قرآن وسنت میں جابجا مسلمانوں کو بلاوجہ تکلیف پہنچانے اور ستانے پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

3) اُس میں بڑوں کی بے ادبی اور چھوٹوں کی بے لحاظی وبے مُروّتی نہ ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا۔ یعنی ”جو مسلمانوں کے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور اُن کے بڑوں کے شرف واحترام کا لحاظ نہ رکھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔“ (جامع ترمذی، حدیث:1920)

4) بے موقع مزاح نہ ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا: لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ۔ یعنی ”اپنے مسلمان بھائی سے بے جا جھگڑا، بے تُکا مزاح اور جھوٹا وعدہ نہ کرو۔“ (جامع ترمذی:1995)

5) مزاح معمولی مقدار میں ہو، کثرت کے ساتھ نہ ہو؛ کیونکہ زیادہ ہنسنا غفلت کی نشانی ہے اور نبیِ کریم ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی تھی: وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ؛ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ۔ (جامع ترمذی، حدیث:2305) "زیادہ نہ ہنسا کرو؛ کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔" (فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:194، ملخصًا)

جھوٹ سے نفرت: جھوٹ ایسی بُری چیز ہے جسے مومن کی فطرت قبول ہی نہیں کرتی۔ بُری صحبت کے نتیجے میں بعض اوقات مسلمان جھوٹ بولنے لگتا ہے، لیکن اگر وہ ایمانی تقاضے سے سوچے تو اُس کا دل ہمیشہ اِس سے نفرت کرتا ہے۔

دوسری صدی ہجری کی معروف دینی شخصیت حضرت محمد بن مسلم ابن شہاب زُہری علیہ الرحمہ کا ایک خوب صورت قول سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے، فرمایا: فَوَاللهِ لَوْ نَادَانِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنَّ اللهَ أَحَلَّ الْكَذِبَ مَا كَذَبْتُ۔ اگر مجھے آسمان سے آواز آئے کہ اللہ تعالٰی نے جھوٹ بولنے کی رُخصت دے دی ہے تو بھی مَیں ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا۔
(تاریخ مدینۃ دمشق، ج:55، ص:371، دار الفکر۔ سیر أعلام النبلاء، ج:5، ص:339، مؤسسۃ الرسالۃ)

سبق آموز نبوی مزاح: حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی خاتون نے جانِ عالَم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: حضور! دُعا کیجیے کہ ربّ تعالٰی مجھے جنت نصیب فرمائے! آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ۔ "بلاشبہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔" یہ سن کر اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک آئے۔ سرورِ عالَم ﷺ نے اُسے حقیقت سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: أَنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ۔ یعنی "وہ جنت میں جانے کے وقت بوڑھی نہیں ہو گی، تب جوان ہو جائے گی۔"
پھر آپ ﷺ نے اِن آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی: إِنَّآ أَنشَأْنٰهُنَّ إِنشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ [الواقعۃ56:35 تا37]
"بلاشبہ ہم نے جنتی عورتوں کو خاص انداز سے پیدا کیا تو ہم نے اُنھیں کنواریاں بنا دیا، (اپنے شوہروں سے) مَحبَّت کرنے والیاں (آپس میں) ہم عمر۔" (شمائلِ ترمذی، حدیث:230، دار احیاء التراث۔ المعجم الاوسط، ج:5، ص:357، حدیث:5545)

اگرچہ وہ بوڑھی خاتون وقتی طور پر پریشان ہوئیں، مگر یہ حسین مِزاح اُن کے لیے اور قیامت تک کی عمر رسیدہ خواتین کے لیے فرحت کا سامان بن گیا؛ کہ جب بھی اُنھیں بڑھاپے کی مشقت محسوس ہو، وہ جنت کا منظر یاد کریں تو اُن کی تمام تر پریشانی دُور ہو جائے گی۔

لمحۂ فکریہ: اسلامی تعلیمات سے دُوری کا نتیجہ ہے کہ بے جا ہنسی مذاق عام ہے اور یہ کئی صورتوں میں گناہ کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ سچ اور جھوٹ کی پرواہ ہی نہیں کی جاتی... لوگوں کی عزتیں اچھالی جاتی ہیں... بلکہ کامیڈی ایک باقاعدہ فن بن چکا ہے، بے ہودہ مذاق پر انعامات سے نوازا جاتا ہے اور کئی لوگ جگت بازی کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے ہیں (حالانکہ سوائے چند صورتوں کے شریعت میں جھوٹ کی قطعًا اجازت نہیں)۔ ہمیں یہ شعور بیدار کرنا چاہیے کہ اگرچہ شریعتِ مطہرہ نے ایک حد تک ہنسی مِزاح کی اِجازت دی ہے، لیکن اگر مِزاح میں جھوٹ، بے حیائی، دل آزاری یا بے توقیری و بے مروّتی ہو یا یہ کثرت کے ساتھ ہو تو شریعت اِس سے منع فرماتی ہے۔

وعید یافتگان... حق وشریعت کی پرواہ نہ کرنے والے

زبانِ رسالت مآب ﷺ نے حق کی طرف متوجہ فرمانے کے لیے جن مجرموں کو ہلاکت کا حق دار قرار دیا ہے اُن میں وہ افراد بھی ہیں جو دینی اُمور کی پرواہ نہیں کرتے، اُنھیں شریعت پر عمل کی دعوت دی جائے تو سُنی اَن سُنی کر دیتے ہیں اور اپنے جرائم سے توبہ کرنے کے بجائے حیلے بہانے کرتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر جلوہ گر ہو کر یہ فرماتے سنا ہے:

- اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا یَغْفِرِ اللّٰہُ لَکُمْ... یعنی "تم مخلوق پر رحم کرو، خالقِ کائنات تم پر رحمت فرمائے گا اور تم لوگوں کو معاف کرو، اللہ کریم تم سے درگزر فرمائے گا۔"
- وَیْلٌ لِّاُقَمَاعِ الْقَوْلِ،[1] وَیْلٌ لِّلْمُصِرِّیْنَ الَّذِیْنَ یُصِرُّوْنَ عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی "اُن لوگوں کے لیے تباہی ہے جو حق اور شریعت کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں / اُسے محفوظ نہیں کرتے۔ اُن لوگوں کے لیے بربادی ہے جو جان بوجھ کر نافرمانی پر اِصرار کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے۔" (الأدب المفرد، حدیث:380۔ مسند احمد، حدیث:7041)

تربیت: بندۂ مومن کا مزاج یہ ہونا چاہیے کہ جب اُسے دین کی بات معلوم ہو اور شریعت کے مسئلے کا پتا چلے تو فوراً اُسے قبول کر لے۔ شرعی حکم کے مقابلے میں حیلے بہانے کرنا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ سوچنا چاہیے کہ جب ملازم دُنیاوی افسروں کے آرڈر پر عمل کرنے سے انکار نہیں کر سکتا تو بندے کا اپنے مالک وخالق اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم کو موڑنا کس قدر بُرا ہو گا!

شریعت پر عمل... ذریعۂ رحمت: جب کوئی خوش نصیب شرعی حکم کو تسلیم کرتے ہوئے اُس کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتا ہے تو اللہ کریم اُسے اُس کے وہم وگمان سے بھی بڑھ کر اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت منصور بن عمّار علیہ الرحمہ (م:225ھ) وعظ فرما رہے تھے، ایک غلام پاس سے گزرا، آپ نے کسی حق دار کی مدد کرنے کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا: مَنْ یَدْفَعُ إِلَیْہِ أَرْبَعَۃَ دَرَاھِمَ أَدْعُوْ لَہٗ أَرْبَعَ دَعَوَاتٍ۔ جو اِس ضرورت مند کو چار درہم دے مَیں اُس کے لیے چار دُعائیں کروں گا۔ غلام نے چار درہم پیش کر دیے۔ آپ نے فرمایا: کون سی دُعائیں کروانا چاہتے ہو؟ غلام نے کہا: 1) مجھے آزادی مل جائے! 2) مجھے اِن درہموں کے متبادل درہم مل جائیں! 3) ربّ تعالیٰ مجھے اور میرے آقا کو توبہ کی توفیق سے نوازے! 4) اللہ کریم میری، میرے آقا کی، آپ کی اور تمام حاضرین کی مغفرت فرمادے! آپ نے بارگاہِ الٰہی میں چاروں التجائیں پیش کر دیں۔

غلام گھر واپس گیا تو آقا نے دیر سے لوٹنے کی وجہ پوچھی۔ اُس نے سارا واقعہ بتا دیا۔ آقا نے پوچھا: کون سی دُعائیں کروائی ہیں؟

---

[1] وَأَقْمَاعُ الْقَوْلِ: الَّذِیْنَ آذَانُھُمْ کَالْقَمِعِ یَدْخُلُ فِیْہِ سَمَاعُ الْحَقِّ مِنْ جَانِبٍ وَیَخْرُجُ مِنْ جَانِبٍ آخَرَ، لَا یَسْتَقِرُّ فِیْہِ۔ (فتح الباری لابن رجب)

کہا: پہلی دُعا یہ کروائی ہے کہ مَیں آزاد ہو جاؤں! آقا نے کہا: جا! تجھے اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے آزاد کیا۔ پوچھا: دوسری دُعا کیا کروائی ہے؟ کہا: اللہ تعالیٰ مجھے اُن درہموں کا متبادل عطا فرمادے! آقا نے کہا: مَیں اپنے مال سے تجھے چار درہم دیتا ہوں۔ پوچھا: تیسری التجا کون سی تھی؟ بتایا: اللہ تعالیٰ آپ کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے! کہا: تُبْتُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی پہلے جو ہو چکا اُس سے سچی توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کبھی ربّ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ استفسار کیا: بارگاہِ خداوندی میں چوتھی پکار کیا تھی؟ کہا: اللہ تعالیٰ میری، آپ کی، دُعائیں دینے والے کی اور تمام اہلِ مجلس کی مغفرت فرمائے! کہا: یہ میرے بس کی بات نہیں۔

شریعت کے سامنے گردن جھکانا ایسا قبول ہوا کہ آقا نے رات کو خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: أَنْتَ قَدْ فَعَلْتَ مَا كَانَ إِلَيْكَ، أَفَتَرَانِيْ لَا أَفْعَلُ مَا كَانَ إِلَيَّ! قَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلِلْغُلَامِ وَلِمَنْصُوْرِ بْنِ عَمَّارٍ وَلِلْقَوْمِ الْحَاضِرِيْنَ وَأَنَا أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ جو تیرے بس میں تھا وہ تُو نے کر دیا، مَیں ارحم الراحمین ہوں، میرے متعلق کیا خیال ہے، جو میری قدرت میں ہے مَیں وہ نہیں کروں گا! مَیں نے تجھے بھی بخش دیا، تیرے غلام سے بھی درگزر کیا، منصور بن عمار اور تمام حاضرینِ مجلس کی بھی مغفرت فرمادی۔
(روض الرّیاحین للیافعی، الحکایۃ: 206، ص:202، مکتبۃ زھران۔ إحیاء علوم الدین للغزالی، کتاب الخوف والرجاء، بیان دواء الرجاء...، ج:4، ص:154، دار المعرفۃ)

وصال کے بعد شریعت پر عمل: معمارِ جامعہ نظامیہ رضویہ مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ عمر بھر شرعی احکام کے پابند رہے۔ وصال کے بعد جب آپ کو غسل دیا جارہا تھا تو گھٹنے سے کپڑا اچھ اوپر ہو گیا (مَرد کے لیے گھٹنے کو چھپانا فرض ہے)، مفتی محمد تنویر القادری صاحب فرماتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ آپ کے چہرۂ مبارکہ پر غصے کے آثار تھے، جوں ہی مَیں نے کپڑا درست کیا تو فوراً غصہ کے آثار ختم ہو گئے اور چہرہ پہلے کی طرح پھر سے چمکنے لگا۔ (النظامیہ، مفتیٔ اعظم نمبر [اگست 2018ء]، ص:134[1])

لمحۂ فکریہ: عصرِ حاضر میں ایسے لوگوں کی بڑی تعداد ہے جو کسی بھی قیمت پر اپنے مفادات و معمولات چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور شرعی حکم کو سن کر اُس پر عمل کے حوالے سے حیلے کرتے ہیں، بلکہ بتانے والے علما کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

رواں ہفتے حکومت کی طرف سے غیر رجسٹرڈ وی۔ پی۔ این[2] پر پابندی کا فیصلہ ہوا تو بحث چل نکلی کہ شرعی طور پر اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ حکومتی عہدے داران سمیت کئی غیر ذمہ دار لوگ کہنے لگے کہ "اِس کا شریعت سے کوئی تعلق ہی نہیں"، گویا اُن کی نظر میں بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں شریعت کوئی راہ نمائی نہیں کرتی، معاذ اللہ!... حالانکہ دین کی معمولی سمجھ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ فحاشی، گستاخی اور اسلامی ریاست کی سلامتی کو نقصان پہنچانا سخت حرام کام ہیں اور اِن ناجائز مقاصد کے لیے کوئی ذریعہ اختیار کیا جائے تو اُس کی بھی اجازت نہیں ہوگی... وہی ذریعہ اگر کسی اچھے کام کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز ہوگا۔

---

[1] یہ شمارہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1mvkiH5s5OiWCqDMs1gXLvnzPv0Y60yvu/view?usp=sharing

[2] ورچوئل پرائیویٹ نیٹ ورک (وی پی این) سافٹ ویئرز کے ذریعے صارف کی شناخت چھپ جاتی ہے اور وہ ممنوعہ ویب سائٹس کو بھی استعمال کر سکتا ہے۔

حرفِ آخر... وعیدِ وَیل اور ہمارے اعمال کا مَیل

مخلوق کے ساتھ جیسی مَحبّت خالقِ کریم فرماتا ہے کسی اور سے ویسے پیار کا تصوُّر بھی نہیں کیا جا سکتا... اور مخلوق میں انسانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ سرورِ عالَم ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوبِ مکرّم ﷺ کو پسند ہے کہ ہم تباہی اور ہلاکت سے بچ جائیں اور نجات کے راستے پر چلیں، مگر ہماری نالائقی ہے کہ ہم اُن کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر بُرے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهِ، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهِ۔ یعنی "میری اور اُمّت کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جس نے (فائدے کے لیے) آگ روشن کی تو کیڑے مکوڑے اور پروانے اُس میں گرنے لگے۔ مَیں تمہیں تمہاری کمر سے پکڑ کر آگ (میں گرنے) سے بچاتا ہوں اور تم اُس میں گرے جاتے ہو۔" (صحیح مسلم، حدیث:2284)

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ اور اُس کے حکم سے رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں فرماں برداری پر انعامات کی خوش خبریاں عطا فرمائیں اور نافرمانی پر سزاؤں کی وعیدیں سنائیں؛ تاکہ اِس ترغیب و ترہیب کے ذریعے ہم سدھر جائیں۔ کچھ بُرے کاموں سے روکنے کے لیے اُن کا ارتکاب کرنے والے کو وَیل کی وعید سنائی گئی، جس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ مجرم تباہی، سخت پریشانی اور دردناک عذاب کا حق دار ہے۔ یہ وعیدیں اِسی لیے ہیں کہ ہم اُن جرائم سے دُور رہیں اور تباہی سے بچ جائیں۔

آج کے خطبہ میں تین ایسے جرائم کا تذکرہ ہوا جن پر ویل کی وعید فرمائی گئی ہے:

1) ناپ تول میں کمی کرنے والے۔ اِس جُرم پر تباہی کی وعید کے ساتھ ساتھ دُنیا میں قحط سالی، سخت مشقت و کمر توڑ مہنگائی اور حکمرانوں کے ظلم کی دھمکی بھی دی گئی ہے اور روزِ قیامت رحمان کے حضور پیشی کے وقت شرمندگی سے بھی ڈرایا گیا ہے۔
چنانچہ ذلّت و تباہی سے بچنے کے لیے ہمیں اپنی اِصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ جیسے ہم اپنے لیے یہ پسند کرتے ہیں کہ کوئی ہمارا حق نہ چھینے، ایسے ہی دوسروں کو بھی اُن کا پورا حق دینا چاہیے۔

2) لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے۔ دینِ اسلام نے ہر چیز کی حُدود و قُیود مقرر فرمائی ہیں، خوش طبعی اگرچہ جائز ہے، بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے لیے ہو تو کارِ ثواب ہے، مگر مِزاح میں جھوٹ، فحش، دل آزاری اور بے توقیری کی ہرگز اِجازت نہیں ہے۔ اِسی طرح زیادہ ہنسنا بھی پسندیدہ نہیں، یہ ایک حد تک ہی ہونا چاہیے۔ اِس حوالے سے بھی رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں اُسوۂ حسنہ ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میری عادت تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے جو بات بھی سنتا اُسے محفوظ کرنے کے اِرادے سے لکھ لیتا۔ بعض قریش نے مجھے روکا اور کہا: کیا تم ہر چیز لکھ لیتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ لباسِ بشریت میں ہیں، کبھی غصے کی حالت میں کلام فرماتے ہیں کبھی خوشی کی کیفیت میں۔ مَیں نے لکھنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے اِس کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے اپنی مبارک اُنگلی سے اپنے دہنِ اقدس کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا: اُكْتُبْ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ۔ ”تم (میری ہر بات) لکھا کرو، اللہ کی قسم! میرے منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔“ (سنن ابو داؤد، حدیث:3646)

3) حق اور شریعت کی بات ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دینے والے۔ جو شخص خود کو شریعت کا پابند نہیں بناتا وہ اپنے ہاتھوں سے دونوں جہان میں اپنی تباہی کا سامان کرتا ہے اور شرعی حکم کے سامنے سر جھکانے والے کو دونوں جہان میں ربّ تعالیٰ کی رحمتیں نصیب ہوتی ہیں۔

شریعت کی پابندی اتنی بڑی سعادت ہے کہ بزرگانِ دین کی سیرتوں میں وفات کے بعد بھی شریعت کی پابندی کا سبق ملتا ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ خود کو شریعت کے سامنے یوں پیش کر دیں جیسے مُردہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے، اِسی میں ایمان کی سلامتی ہے اور اِسی میں دونوں جہان کی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ خطبہ میں مزید کچھ ایسے جرائم کا تذکرہ ہو گا، جن سے روکنے کے لیے قرآن و سنت میں اُن پر ویل کی وعید ارشاد فرمائی گئی ہے۔

شرعی مسئلہ: ملاقات کے وقت سلام کہنا سنّت ہے اور سلامِ مسنون کا فوری طور پر اتنی آواز سے جواب دینا لازم ہے کہ سلام کہنے والا اُسے سُن لے۔ اگر ملاقات کا وقت نہ ہو، مثلاً کوئی شخص تلاوت یا وظائف یا درس و تدریس میں مصروف ہو یا نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو سلام کہنا سنت نہیں اور اِس کا جواب بھی واجب نہیں۔

واٹس ایپ کے ذریعے سلام موصول ہو (ٹیکسٹ میسج ہو یا وائس) تو اُس کا جواب دینا بھی لازم ہے، خواہ زبان سے جواب دے یا لکھ کر۔ بہتر ہے کہ فوری طور پر زبان سے جواب دے دیا جائے اور باقی پیغام بعد میں پڑھا یا سنا جائے۔[1]

---

[1] جامعہ نظامیہ رضویہ کے فیض یافتہ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد قاسم عطاری صاحب کا تحریر کردہ تفصیلی فتوٰی پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں:
https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/sunnatain-aur-adab/kisi-ne-whatsapp-par-salam-kiya-to-jawab-dena-lazim-hai

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہمیں راہِ نجات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور تباہی کے راستے سے بچائے۔ ربِّ کریم ہمیں اُن تمام کاموں سے بچنے کی توفیق سے نوازے جن پر قرآن وسنّت میں ویل اور ہلاکت کی وعید فرمائی گئی ہے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ وبرباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان کو سموگ سمیت تمام آفات اور بحرانوں سے نجات دے اور حکمرانوں کو ملک وقوم کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!